اچھے لوگ اب بھی موجود ہیں

ہر چند کہ پاکستانی معاشرے میں انسانی اور اسلامی اقدار تیزی سے روبہ زوال ہیں اور صلہ رحمی جو انسانی معاشرت کا پاکستان میں بھی طرہ امتیاز ہوا کرتا تھا، اب آہستہ آہستہ ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ حسد اور نفرتوں نے ہر فرد کے ذہن میں ڈیرا جما لیا ہے اور عفو و درگزر کا اخلاقی اور سماجی رویہ بھی وقت گزرنے کے ساتھ معدود ہوتا جا رہا ہے لیکن اس تنگ نظری اور کوتاہ بینی کے ماحول میں بھی پاکستانی معاشرے میں ایسے سیکڑوں افراد موجود ہیں جو بڑی خاموشی کے ساتھ مصیبت زدہ اور ستائے ہوئے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں نہ تو کوئی معاوضہ طلب کر رہے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی سستی شہرت، جس کے لیے آج کل ہر شخص جائز و ناجائز طریقے استعمال کر رہا ہے۔ انسانی خدمت اور سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار چند نوجوانوں سے حال ہی میں میری ملاقات ہوئی یہ سب کے سب نارتھ کراچی کے رہنے والے تھے اور ان میں کوئی بھی نوجوان کم پڑھا لکھا نہیں تھا، یہ سب بڑی خاموش سعئی پیہم اور عزم صمیم کے ساتھ اُن لوگوں کو قانونی امداد فراہم کر رہے ہیں جو بغیر کسی وجہ یا جرم کے جیلوں میں پڑے ہیں، ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے یہاں تک کہ روز روز کی تکلیفوں اور مصیبتوں کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں نے بھی ملنا ترک کر دیا ہے، بس جیل کا تکلیف دہ اور گھٹا ہوا ماحول ہے اور جیل کی پولیس کا اذیت ناک رویہ اور تنہائی ہے جس کا وہ کسی سے اظہار بھی نہیں کر سکتے ہیں، ان نوجوانوں کی وجہ سے بہت سی جیلوں میں بند مصیبت زدہ افراد کو قانونی امداد فراہم کی گئی ہے اس قانونی امداد کی وجہ سے انہیں رہائی بھی مل گئی ہے اور یہ تمام آزاد شدہ لوگ چھوٹی موٹی نوکری کر کے باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں، ان نوجوانوں کی اسپرٹ کو دیکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے جیلوں میں بند افراد کے لیے قانونی ادارے بنائے ہیں جو انہیں مفت قانونی امداد فراہم کر کے ان کی باعزت رہائی کا بندوبست کرتے ہیں ان میں ایک جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد صاحب بھی ہیں جو سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور سپریم کورٹ کے جج رہ چکے ہیں آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں لیکن اُنہوں نے اپنے طور پر ایک قانونی ادارہ قائم کیا ہے جو جیلوں میں بند خواتین کو قانونی امداد فراہم کر رہا ہے۔ یہ ادارہ ابھی کم سن ہے لیکن جسٹس صاحب کی نیک نامی کی وجہ سے اس کو سماج میں زبردست پذیرائی ملی ہے اور ان کی قانونی مداخلت کی وجہ سے جیلوں میں بند بہت سی خواتین کو جن میں غیر ملکی خواتین بھی شامل ہیں، رہائی ملی ہے جبکہ ان کا اپنے اپنے وطن واپسی کا معقول انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔

دراصل کراچی سمیت پاکستانی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ عمومی طور پر اور خواتین کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ

آغا مسعود حسین

انتہائی ناروا اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ جسمانی تشدد کے علاوہ جنسی تشدد بھی روا رکھا جاتا ہے لیکن یہ خواتین جیل پولیس کی ان زیادتیوں کا کسی سے ذکر کرنا تو کجا لب کشائی بھی نہیں کر سکتی ہیں۔ جیل کے اندر ان خواتین کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں جو انہی کے ساتھ رہتے ہوئے بڑے بھی ہو جاتے ہیں، ان بچوں کے معصوم ذہنوں میں رہائی پانے کے بعد صرف جیل کی سلاخوں اور جیل پولیس کی زیادتیوں کی کربناک یادیں بسی ہوئی ہوتی ہیں، ہمارے حکمرانوں کے ساتھ المیہ یہ ہے کہ اُنہوں نے کبھی سنجیدگی کے ساتھ جیلوں کی اصلاح Jail Reforms پر توجہ نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے اور اگر کوئی قیدی اس پر احتجاج کرتا ہے تو اس کے ساتھ جسمانی تشدد کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر مر جاتے ہیں اور ان کے لواحقین خاموشی سے لاش لے کر اسے دفنا دیتے ہیں۔ پاکستانی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ انہی زیادتیوں کو دیکھتے ہوئے کچھ ادارے معرض وجود میں آ رہے ہیں ان اداروں کو اہل ثروت کی بھرپور امداد حاصل ہے اور جس کی وجہ سے کسی حد تک جیلوں میں آہستہ آہستہ اصلاحات نافذ کی جا رہی ہیں اور قیدیوں کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ خواتین قیدیوں سے زیادتیوں کا سلسلہ بند ہو رہا ہے لیکن جیل اصلاحات کے ساتھ پولیس اصلاحات (جس کا ماضی میں بہت چرچا ہوا تھا) کی بھی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان میں پولیس کی عوام کے ساتھ بڑھتی ہوئی زیادتیوں کی وجہ سے معاشرے میں پولیس کا وقار اور احترام تقریباً ختم ہو چکا ہے، پولیس کے دبدبے اور وقار کو ختم کرنے میں خود پولیس والوں کا ہاتھ ہے حالانکہ اس پولیس کے محکمے میں بعض اعلیٰ افسر انتہائی ایماندار اور خدا ترس ہیں، وہ خود خلوص دل سے یہ چاہتے ہیں کہ پولیس میں مؤثر طور پر اصلاحات نافذ کی جائیں جو نظر بھی آئیں اور جس سے شہریوں کو اطمینان اور سکون بھی مل سکے لیکن نچلی سطح پر پولیس کا رویہ عام لوگوں کے ساتھ انتہائی نازیبا اور ظلم پر مبنی ہے یہی وجہ ہے کہ پولیس کے ساتھ کسی بھی معاملے میں تعاون نہیں کرتے ہیں بلکہ جانتے ہوئے بھی حقائق کو چھپاتے ہیں تاکہ وہ پولیس کے چنگل میں نہ آ سکیں اور انہیں بلاوجہ کسی جرم میں نہ دھر لیا جائے۔ تاہم اس ضمن میں یہ اطمینان کی بات ہے کہ جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد نے اپنا آفس عین خواتین جیل کے سامنے قائم کیا ہے تاکہ کسی بھی وقت ضرورت پڑنے پر ان بے بس، بے سہارا اور بے کس عورتوں کو قانونی اور اخلاقی امداد فراہم کی جا سکے۔ جسٹس صاحب کے ساتھ نوجوان وکیل لڑکیاں بھی شامل ہیں جو جیل کے اندر جا کر قیدی خواتین سے رابطہ قائم کر کے نہ صرف ان سے حال دل دریافت کرتی ہیں بلکہ انہیں ہر قسم کا حوصلہ اور مشورہ بھی دیتی ہیں اس طرح کسی حد تک خواتین قیدیوں کے ساتھ جیل پولیس کی طرف سے زیادتیوں کا سلسلہ رک رہا ہے تو دوسری طرف کراچی کا باشعور طبقہ بھی متحرک اور فعال ہو کر ایسے اداروں کی مدد کرنے پر مائل نظر آ رہا ہے جو جیلوں میں بند خواتین اور مردوں کو بے لوث قانونی امداد فراہم کر رہے ہیں اور اس کے بدلے میں کسی قسم کی امداد، شہرت یا صلے کے بھی طلبگار نہیں ہیں کیونکہ انہیں پہلے سے معاشرے میں عزت و شہرت مل چکی ہے۔ بہرحال معاشرتی و اخلاقی انحطاط کے اس گہرے اندھیرے میں جہاں صلۂ رحمی تقریباً ناپید ہو چکی ہے، چند افراد اب بھی موجود ہیں جو اپنا وقت، توانائی، مثبت سوچ، تجربہ اور خوف خدا کے ساتھ ایسے لوگوں کی مدد کر رہے ہیں جو جیلوں میں بغیر کسی وجہ کے بند ہیں یا پھر ان کی قید کی مدت پوری ہو چکی ہے لیکن انہیں رہائی نصیب نہیں ہوئی ہے کیونکہ ان کے پاس دستاویزات مکمل کرنے کے سلسلے میں نہ تو پیسے ہیں اور نہ ہی ان کے عزیز و اقارب اتنے امیر ہیں کہ ان کی مدد کر سکیں۔ جب ان نجی قانونی اداروں کی جانب سے انہیں امداد ملے گی جیسا کہ مل رہی ہے تو قید سے رہائی بھی جلد مل جائے گی اور ان اذیتوں سے بھی جو انہوں نے جیل کے اندر برداشت کی تھیں، کسی عالم دین نے صحیح کہا ہے کہ اب بھی پاکستانی معاشرے میں اچھے لوگ موجود ہیں جن کی وجہ سے انسانیت زندہ ہے اور ملک قائم و دائم ہے۔

Society & Social problems.

سونامی سیلاب۔ انسانوں کا لایا ہوا عذاب

انسانوں کی طرف سے بھی زمین والوں پر عذاب آتے ہیں۔ فطرت اور قدرت بھی بڑی بڑی تباہیاں لاتی رہی ہے۔ آسمانی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ جب اپنے بندوں سے ناراض ہوا اللہ نے ان کی طرف عذاب بھیجا۔ سونامی طوفان کے بعد ہلاکت آفریں سیلاب بھی ایک عذاب ہی تو ہے۔ اس سے لوگوں کو طوفان نوحؑ یاد آ گیا ہے۔ مگر یہ عذاب اچانک نہیں آ گیا تھا۔ اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام لوگوں کو انتباہ کرتے رہے۔ عذاب سے ڈراتے رہے۔ حضرت نوحؑ کے پاس الہامی طاقت تھی جو بڑی سے بڑی ٹیکنالوجی سے زیادہ طاقتور ہے۔ انہیں خبر دی گئی تھی کہ ایک سیلاب کا عذاب آنے والا ہے جو سب غرق کر دے گا۔ جب لوگوں نے اس سچ کی آواز کو نہ مانا، کو نہ جانا۔ جب انہوں نے اپنے پیغمبر کی باتوں پر دھیان نہ دیا تو عذاب آ گیا۔ غصے سے بھرے پانیوں کے سیل بلا سے کوئی نہ بچ سکا۔

کے لئے موسیٰ آتا ہے جو اپنے رب کی مدد سے اس کے سب غرور بلکہ فرعونیت کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

سونامی طوفان سے آنے والا عذاب ظالم انسانوں کی طرف سے انسانوں کو مظلوم بنانے کی کارروائی ہے۔ مصر کے ایک ہفت روزہ میگزین کے حوالے سے اسرائیلی اخبار "یروشلم پوسٹ" نے دعویٰ کیا ہے کہ 26 دسمبر کو بحر ہند سے ملحقہ علاقوں میں تباہی پھیلانے والا زلزلہ اور سمندری طوفان بھارت اسرائیل اور امریکہ کے مشترکہ ایٹمی تجربے کے نتیجے میں آیا ہے۔ ہفت روزہ "الاسبوع" نے رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان سے ایٹمی دوڑ کے جوش میں بھارت نے اسرائیل اور امریکہ سے جدید ایٹمی معلومات حاصل کیں۔ جس کے بعد یہ ایٹمی تجربے کئے گئے۔ جریدے کا کہنا ہے کہ 1992ء میں برطانیہ، ترکی اور کئی دیگر ملکوں کے ممتاز ماہر

بے نیازیاں

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی
ajmalniazi@hotmail.com

ajmalniazi@hotmail.com

کیا۔ سے سے بڑے پانیوں سے بھی بڑا سے کوئی نہ بچ سکا۔

طوفان نوح کی خبر تو پہلے سے تھی مگر سونامی طوفان سے ذرا پہلے بھی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر ثابت ہو گیا ہے کہ باخبر ہونے سے اہل خبر ہونا بہت افضل ہے اور اہل خبر ہی اہل خیر ہوتے ہیں۔ خبر اور خیر میں ایک نقطے کا فرق ہے۔ اسی ایک نقطے میں چھپی ہوئی سچائی کو جاننے کے لئے انسان تیار نہیں ہوتے۔ اللہ نے الہام کا اہتمام کیا ہے مگر انسان ابہام کے انجام سے بچ نہ پایا۔ زمین پر زیادہ عذاب زمین پر چلنے والے انسانوں کے لائے ہوئے ہیں۔ اللہ کا عذاب بھی اترا مگر جب انسانوں نے ظلم کی حد کر دی۔

سونامی طوفان کے لئے بھی لوگ سوچتے رہے کہ یہ بھی کوئی عذاب ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پر آیا ہے۔ مگر شاید ایسا نہیں۔ ورنہ عذاب کے مستحق صرف مظلوم نہیں۔ ظالم زیادہ مستحق ہیں۔ عذاب کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔ مصیبت کا چہرہ نہیں ہوتا۔ موت بڑے چھوٹے میر شریب حاکم و محکوم ظالم و مظلوم میں تمیز نہیں کرتی۔ عذاب کی زد میں اچھے بُرے سب آتے ہیں۔ بستی میں نیک لوگ بھی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ مگر سونامی طوفان سے مرنے والوں کی اکثریت غریب لوگوں کی ہے مسلمانوں کی ہے۔ وہ جو مظلوم تھے زیادہ مظلوم ہو گئے۔ ٹوٹے ہوئے کھلونوں کو مزید توڑ کے بے انصاف پانیوں کو کیا علاقہ ان بے مروت پانیوں کی کارستانیوں سے جن کہانیوں نے جنم لیا ہے۔ وہ عذابوں کے لئے بھی شر ساری کا مقام ہے۔ بے خبر کھیلتے ہوئے بچوں نے اس خوفناک عذاب کو بھی ایک شرارت سمجھا۔ پھر یہ شرارت شیطانیت بن گئی اور ننھے منھے بچوں کو پتہ ہی نہیں چلا اور وہ بھوکے پیاسے پانیوں کی خوراک بن گئے۔ معصوم بچے مظلوم بچے بن گئے۔

یہ عذاب اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا عذاب نہیں ہو سکتا۔ انسان اب اس کام میں خود کفیل ہو گیا ہے۔ عذاب آئے گا۔ اس کا انتظار امریکہ، اسرائیل، بھارت اور سارے ظالم ملکوں کے حکمرانوں کو کرنا چاہئے۔ یہ عذاب پہلے بھی آئے اور ظالم بھی انجام سے نہ بچ سکے۔ فرعون نہ بچے اور فرعون بننے کی کوشش کرنے والے بھی نہ بچے۔ بچیں گے بھی نہیں۔ مگر نجانے ابھی اللہ کو کیا منظور ہے۔ یہ ضرب عضب یونہی تو نہیں بنی "ہر فرعونے را موسیٰ" ہر فرعون

ممتاز ماہرین ارضیات نے خبردار کیا تھا کہ بحر ہند میں واقع "آتشی بیلٹ" پر ایٹمی تجربات سے گریز کیا جائے۔ یہاں زیر سمندر زلزلے کے مراکز پائے جاتے ہیں مسلسل اعتباہ کے باوجود بھارت اور اسرائیل نے امریکہ کی مدد سے ایٹمی تجربات کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ سونامی طوفان 26 دسمبر کو بحر ہند میں کئے جانے والے خفیہ ایٹمی تجربے کے نتیجے میں آیا ہے۔ ابھی لوگ 25 دسمبر کی کرسمس کی خوشیوں کی مستی میں محو تھے کہ انہیں اس خوفناک صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔

امریکہ، مسلم دنیا اور تیسری دنیا کے ملکوں کو ایٹمی صلاحیت سے روکنے کے لئے بے جا طاقت استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس بے انصافی میں اسرائیل اور بھارت بھی اس کے ساتھ ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کے لئے دہشت گردوں کے ہتھے چڑھ جانے کے ڈراوے کی بنیاد پر پاکستانی حکومت سے نجانے کیا کیا کروایا جا رہا ہے۔ ایران کے غیر فوجی ایٹمی پروگرام پر انتقام کی تلوار لٹکائی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے بھارت اور اسرائیل امریکہ کے حلیف ہیں۔ دونوں ملکوں کے پاس ایٹم بم موجود ہیں۔ اسرائیل نے عراق کی ایٹمی تنصیبات کو حملہ کر کے ختم کر دیا۔ اسرائیل بھارت سے مل کر کئی دفعہ پاکستانی ایٹمی اثاثوں پر حملوں کا پروگرام بنا چکا ہے۔

دنیا میں ایک بار ایٹمی حملہ کیا گیا اور وہ امریکہ نے جاپان پر کیا۔ اب بھی یہ کام امریکہ کے علاوہ کوئی نہیں کرے گا۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی یہ کام نہ کرے۔ بلکہ نہ کر سکے۔ اس نے خود نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کا ڈرامہ رچا کر افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر وہاں اسامہ بن لادن اب تک اس کے ہاتھ نہیں آیا۔ پھر مہلک ہتھیاروں کا الزام لگا کے عراق کو خاک و خون کی دلدل بنا دیا مگر وہاں بھی کچھ نہیں ملا۔ اب ایران کو دھمکیاں اور پاکستان کے لئے دھماکے مقدر ہوئے ہیں۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی آدمی سگریٹ کا کش لگا کے دوسروں کو سگریٹ نوشی سے منع کرے۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ سگریٹ کے دھوئیں میں گھل کر باہر آرہے ہوں۔

امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے آنے والے عذاب کو ابھی سہنا پڑے گا۔ مگر اس کے بعد اصل عذاب آئے گا۔ ہم اس عذاب کے منتظر ہیں جو انقلاب بھی ساتھ لے کے آئے۔ جس میں اچھے لوگوں کے خواب زندہ رہیں۔